بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محدث دہلی

نمبر ۶	ماہِ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطابق رجب المرجب ۱۳۵۵ھ ہجری	جلد ۴

صداقتِ اسلام (۲)

(از جناب مولانا مولوی محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی۔

قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر عقلی دلائل

قرآن کریم جس زمانہ میں نازل ہوتا ہے اور خلقِ خدا کو اپنی طرف بلاتا ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ گمراہی کی گھنگور گھٹائیں چوطرف چھا رہی ہیں۔ آفتابِ حق کی ایک کرن بھی نہیں دکھائی دیتی۔ مخلوق پرستیوں کے سیاہ بادل مست ہاتھیوں کی طرح جھوم جھوم کر اٹھتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ سرزمین عرب میں ریل پیل کر جاتے ہیں۔ مخلوق کا تعلق خالق سے کٹ چکا ہے۔ مملوک نے مالک کو بھلا دیا ہے۔ گھر گھر اور قبیلہ قبیلہ کا الگ الگ خدا مقرر ہو چکا ہے۔ ہر انسان نے اپنے لئے ایک نئی راہ نکال لی ہے وہ لوگ جبکہ رحمٰن ورحیم کو بھول چکے ہیں تو اس کے احکام کا تو ذکر ہی کیا؟ ہر ایک نفس پرست اور بندۂ ہوا و ہوس بنا ہوا ہے۔ ایسے زمانہ میں جب رب العالمین کا کلام پاک اترنا شروع ہوتا ہے تو لوگ متفقہ آوازے چلا اٹھتے ہیں اِنْ هِيَ اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا لگے لوگوں کی یہ بے نتیجہ کتھائیں ہیں۔ کبھی حیران ہو کر کہنے لگتے ہیں اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ یہ باتیں اسے ایک اور آدمی سکھا جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں بَلِ افْتَرَاهُ اس نے خود اس کلام کو گھڑ لیا ہے۔ کبھی کچھ کبھی کچھ۔ لیکن آخر سچ سچ ہے اور جھوٹ جھوٹ قرآن نے انھیں فیصلہ کا ایک نہایت ہی آسان طریقہ بتلایا جسے ہر ادنیٰ اعلیٰ سمجھ سکے اور پھر اس کی کانشنس اُسے قبول کرنے پر بھی مجبور کر دے اور وہ یہ ہے کہ

یہ تو تم بخوبی جانتے ہو کہ ہمارے نبی تمہیں میں سے ایک ہیں۔ اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ یہ کلام اسکا خود تراشیدہ ہے اور خدا کا کلام نہیں تو آخر تم بھی تو انسان ہو۔ عرب ہو زبان داں بلکہ اہل لسان ہو لکھے پڑھے عالم فاضل ہوشیار ہونہار ہو۔ پہلو میں دل اور اس میں سمجھ سر میں دماغ اور اس میں عقل منہ میں زبان اور اس میں قوت بیان رکھتے ہو آؤ مقابلہ کر لو اور تم بھی اس کی مثل ایک کتاب بنا لاؤ۔ فرمایا قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یعنی یہ کل کے کل انسان اور سارے ہی جنات جمع ہو جائیں اور ہر ایک پوری پوری طاقت خرچ کر دے۔ اور ایک دوسرے کی اچھی طرح مدد کرے تاہم اس جیسا کلام اور ایسی کتاب اس کے معارضہ میں نہیں لا سکتے ؎

گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے + سر چڑھتا ہے موت آئی ہے دیوانہ ہوا ہے

جب اس میں عاجز آگئے تو انھیں اور وسعت دی کہ اچھا اگر تم پوری کتاب نہیں بنا سکتے تو اور چیلنج سنو فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ یعنی اس جیسی صرف دس سورتیں ہی گھڑ لاؤ اور ہم اجازت دیتے ہیں کہ اقطار عالم میں گھوم آؤ اور جس سے چاہو مدد لو۔

جب اس کا جواب بھی نہ بن پڑا اور یہاں بھی سٹی گم ہوگئی تو اور آسانی کی اور فرمایا وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۔ لاؤ چلو ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت ہی کے مقابلہ پر کوئی سورت بنا لاؤ۔ لیکن باوجود فصاحت و بلاغت کے باوجود عرب اور سرزمین عرب کے باشندہ ہونے کے باوجود تعداد کی زیادتی اور اسباب کی کثرت کے باوجود انتہا درجہ کی دشمنی اور پورے مقابلے سب کو گویا سانپ سونگھ گیا۔ کسی نے دم نہ مارا۔ جاگتے ہیں خراٹے لینے لگ گئے۔ پتے پانی ہوگئے۔ سارا جوش دب گیا اور دم دباتے ہی بن پڑی والحمدللہ کذلک

آئیے علمی مذاق میں بھی اس کی تقریر سن لیجئے قرآن کریم یا تو فصاحت بلاغت وغیرہ میں اور فصیح و بلیغ لوگوں کے کلام کے برابر ہے۔ یا اس سے بڑھا ہوا ہے۔ اگر برابر ہے تو قرآن کریم کے اس چیلنج کے ساتھ ہی ہزاروں لاکھوں جواب ہو جاتے۔ اور لاتعداد کتابیں اس کے مثل تیار ہو جاتیں۔ لیکن وہاں صفر ہی صفر ہی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اور معمولی کلاموں سے اس کلام میں کوئی زیادتی اور عمدگی ضرور ہے۔ اب جو زیادتی اور عمدگی اس کلام میں ہے آیا وہ خوبی اور فصیح و بلیغ لوگوں کے کلام میں بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے دشمنوں کے مجمع میں قرآن کریم بآواز بلند پکار پکار کر بلکہ للکار للکار کر مکہ اور مدینہ میں تیئیس۲۳ برس تک اپنی نظیر طلب کر رہا ہے۔ اور وہ اپنی بغلیں جھانک رہے ہیں۔ راہ فرار ڈھونڈھ رہے ہیں باوجودیکہ الفاظ، لغت، قوانین کلام، فصاحت، بلاغت، مضمون نویسی، اور انشاپردازی ان کے گھر کی چیز ہے اور وہ نبوت کے باطل کرنے اور کلام الٰہی کے معجزہ کو رد کرنے میں اسقدر ساعی ہیں کہ جانیں کھو رہے ہیں۔ مال لٹا رہے ہیں عزتیں تباہ کر رہے اور پھر بھی مدتوں کی پیہم اور تابڑ توڑ کوششوں کے بعد بھی ناکامیاب نظر آتے ہیں۔ اس قدر مقابلہ پر تلے ہوئے ہیں کہ پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کی حق باتوں کو بھی ضد سے قبول نہیں کرتے چہ جائیکہ ایک باطل اور جھوٹا دعویٰ آپ پیش کریں اور وہ لوگ پہلو تہی اور چشم پوشی کریں جان ومال عزت وعیال کو برباد کردینا۔ جب وہ آسان سمجھتے ہیں۔ پھر کیا ایک سورت قرآن کے مقابلہ کی پیش کردینا اُن پر کوئی بھاری بات تھی حالانکہ یہ معارضہ اور مقابلہ قرآن کریم کے کلام الٰہی نہ ہونے پر کافی سے زائد روشن دلیل اور لاجواب برہان تھا۔ اور قرآن کریم کے کلام الٰہی نہ ہونے کا ثبوت آپکی نبوت کے بطلان کی واضح دلیل تھی

لیکن وہ معارضۃً ایک چھوٹی سی سورت بھی پیش نہ کرسکے جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ نظمِ قرآنی میں جو فصاحت بلاغت طلاقت عبارت وغیرہ کی زیادتی ہے وہ ایک غیر معمولی اور خلافِ عادت اور معجز ہے جس کی مثلیت سے دنیا عاجز ہے۔ نہ تو کوئی انفراداً اس کا مقابلہ کرسکتا ہے نہ اجتماعاً اور یہی معجزہ قرآنِ کریم کے کلامِ الٰہی ہونے کی بین دلیل ہے اس لئے کہ جیسا خدائے تعالیٰ بے نظیر ہے ایسا ہی اس کا پاک کلام بھی بے نظیر ہے۔ اور قرآن پاک کا کلام الٰہی ثابت ہوجانا یہ زبردست دلیل ہے سیدنا ومولانا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی۔ واللہ الھادی وھوالموفق۔

اسی کے متعلق ایک تقریر اور بھی سن لیجئے دو ہی باتیں ہیں اس قرآن پاک کا معارضہ فی نفسہ یا ممکن ہے؟ یا ناممکن؟ یعنی واقع میں ہو بھی سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ناممکن ہے یعنی ہو ہی نہیں سکتا تو دعویٰ ثابت ہے کیونکہ مخلوق کے کلام میں یہ بات کہاں وہاں تو ہر سیر پر سوا سیر اور ہر ایک پر دو اور اگر ممکن ہے یعنی ہوسکتا ہے۔ لیکن تاہم باوجود سخت تر مخالفت کے نہ تو کفار عرب نے کیا اور نہ آجتک کسی اور نے کیا پھر بھی اس قرآن مجید کا کلامِ الٰہی اور منزل من اللہ ہونا ثابت ہے کہ باوجود طاقت رکھنے کے اور ممکن ہونے کے پھر بھی کسی سے ہو نہ سکا کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اور گویا ان کی زبانوں پر قفل لگ گئے۔ اسی لئے قرآن پاک نے آج سے چودہ سو برس پیشتر فرمادیا لَنْ تَفْعَلُوْا تم ہرگز ہرگز اس کے مقابل ایک چھوٹی سی سورت بناکر بھی پیش نہیں کرسکتے ؎

ایک خوش آتی نہیں تیرے بغیر + لاکھ شکلیں دل کو دکھاتے ہیں ہم

الغرض قرآن مجید فرقانِ حمید ایسی کتاب ہے جس جیسی دو تین سطریں پیش کرنے سے صدیوں سے دنیا عاجز ہے اور کیوں نہ ہو؟ خالق ومخلوق صانع ومصنوع کا کیا مقابلہ؟ خالق اور مخلوق کے کلام میں اتنا ہی فرق ہے جتنا مصنوعی اور قدرتی چیزوں میں تم فرق پاتے ہو۔ قدرتی چیزوں کی ہو بہو مع فوائد وغیرہ کے نقل اتارنی جس طرح مشکل بلکہ محال ہے اسی طرح قدرتی کلام کی بھی۔

مثلاً ایک گلاب کا پھول ہے۔ آپ اس کی مثل پتے یا کاغذ یا مٹی کا پھول تو بنا سکتے ہیں لیکن کیا اس میں وہ طراوت اور وہ خوشبو جو اصلی پھول میں ہے پیدا کرسکتے ہیں؟ ایک انسان کا مجسمہ اس کا فوٹو اس کی تصویر آپ بنا سکتے ہیں؟ لیکن کیا اس کی زبان کو بولتی اس کی آنکھوں کو دیکھتی اور اس کے کانوں کو سنتے بھی کرسکتے ہیں؟ ایک درخت کی آپ نقل اتارلیں مگر کیا اسے پھولتا پھلتا اور رنگ برنگ کے خوش ذائقہ میوے والا بھی بنا سکتے ہیں؟ بالکل اسی طرح کوئی بے شرم مُنہ

چڑھالے۔ اور کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ بک دے۔ لیکن کیا نظم قرآن۔ احکام قرآن، انشا ادب اور فصاحت و بلاغت قرآن، قصص ماضیہ واخبار مستقبلہ وغیرہ کا مقابلہ کسی طرح سے ہو سکتا ہے؟ اس میں اور اس میں اتنا ہی فرق رہیگا جتنا اصلی پھول اور اسکی نقل میں فرق ہے۔ نہ وہ بو باس ہے نہ وہ تری اور تراوٹ ہے جتنا انسان اور اس کی تصویر میں فرق ہے نہ وہ دانا ہے نہ بینا۔ نہ شنوا ہے نہ گویا۔ جتنا درخت اور اس کی نقل میں فرق ہے کہ نہ وہ ہولے ہے نہ سایہ نہ وہ پھل ہیں نہ پھول۔ تو کیا آپ اپنی عقل سے قدرتی اور مصنوعی پھل پھول اور انسان وغیرہ میں تمیز کرلیں اور انسانی اور قدرتی کلام میں تمیز نہیں کر سکتے؟ کیا جو قاعدہ مصنوعی اور قدرتی اشیا کی تمیز میں آپ نے استعمال کر کے ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ اسی قاعدہ سے خدا اور اس کے بندوں کے کلام کو الگ الگ نہیں پہچان سکتے؟ ہماری طرف سے یہ کوئی انوکھا قاعدہ یا نیا معیار پیش نہیں کیا جاتا۔ بلکہ وہ قدیمی قاعدہ، اور اصلی معیار، اور کھری کسوٹی آپ کے سامنے رکھی جاتی ہے جس سے آپ ہر ایک مصنوعی اور قدرتی چیز میں تمیز کر رہے ہیں۔

پس جس طرح قدرتی فعل کے مقابلہ میں آجتک دنیا عاجز رہی اُسی طرح قدرتی قول کے مقابلہ میں بھی آجتک دنیا عاجز ہے۔ اور قیامت تک عاجز ہی رہے گی۔ یہ زبردست اور ناقابل تردید دلیل ہے قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی اسی لئے قرآن بطور شکایت کے فرما رہا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ کیوں یہ لوگ قرآنی مطالب پر غور نہیں کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر قفل لگ گئے ہیں ؎

یَا مَنْ یُّرِیْدُ نَجَاتَهٗ یَوْمَ الْحِسَابِ ۔۔۔ مِنَ الْجَحِیْمِ وَمُوْقِدِ النِّیْرَانِ
اِتَّبِعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِی الْاَقْوَالِ وَالْ ۔۔۔ اَفْعَالِ لَا تَخْرُجْ عَنِ الْقُرْاٰنِ

پھر سونے پر سہاگا یہ کہ یہ کلام ایک ایسے شخص فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ کی زبان سے ادا ہو رہا ہے جسے نہ تعلیم کی ہوا لگی ہے نہ تربیت کی۔ نہ وہ سیاح جہاندیدہ ہے نہ تجربہ کار سرد و گرم چشیدہ بلکہ اس کی ساری قوم بلکہ سارا ملک تک اسی حال میں ہے اور یہ بھی نہیں کہ یہ جمود کوئی نئی چیز ہو نہیں نہیں صدیاں گذر چکیں کہ عرب اور سرزمین عرب دنیا سے گویا الگ کر دی گئی ہے۔ دنیا میں تہذیب کی ہوائیں چلیں لیکن یہاں تک ان کا گذر ہی نہیں۔ دنیا میں بھلائیاں بٹتی رہیں لیکن یہاں کا کوئی حصہ ہی نہیں۔ دنیا میں اخلاق کی بارش ہو لیکن یہاں ایک بوند بھی نہیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے کبھی زانوئے ادب کسی دنیوی استاد کے سامنے تہ نہیں کئے۔ یہ وہی شخص ہے جو الف بے کو بھی نہیں جانتا۔ یہ وہی شخص ہے جو نہ کبھی مکتب میں بیٹھا نہ کبھی دو حرف بھی پڑھے۔ یہ وہی شخص ہے جس کے سر سے دنیا میں آنے سے پہلے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہے۔ جس نے ماں کی گود میں کھیلنے کے ارمان بھی پورے نہیں کئے۔ آہ! ان کھلے مرجھایا ہوا پھول، بن اڑے گرفتار شدہ بلبل یہی تو ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

ایسا شخص اٹھتا ہے اور لوگوں میں اعلان کرتا ہے اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ لوگو تم سب کی طرف میں اللہ تعالیٰ کا رسول بنکر آیا ہوں۔ پس اب کیا ہے دنیا گونج اٹھتی ہے۔ مخالفت کے سیاہ بادل مست ہاتھیوں کی طرح جھوم جھوم کر

افق آسمان سے گھر کر آجاتے ہیں اور چوطرف سے مصائب کی بارش اور طعنوں کی بوچھار شروع ہو جاتی ہے۔ سختی کے ساتھ دلیل کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اس وقت آپ اس کلام کو پیش کرتے ہیں کہ دیکھو یہ خدائی کلام میرے پاس موجود ہے جس طرح خدا کے افعال کا معارضہ اور مقابلہ تم سے ناممکن ہے اسی طرح خدائے تعالیٰ کے ان اقوال کے مقابلہ اور معارضہ کی تاب وطاقت بھی تم میں نہیں۔ باوجودیکہ شہسواران میدانِ فصاحت وبلند پروازانِ آسمانِ بلاغت سینکڑوں موجود ہیں لیکن جسے دیکھو حیران و پریشان، ہر ایک انگشت بدنداں۔ ہجوم کا ہجوم عاجز آجاتا ہے بالآخر ہتھیار ڈالتے اور یوں کہتے ہی بن پڑتی ہے اِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؕ بیشک یہ خدائی کلام ہے اور اسی کا نازل کردہ ہے تھوڑی سی مدت میں سب جاں ستان دشمن جاں نثار دوست بنجاتے ہیں جن کی زبان دانی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں جن کی انشا پردازی کے پھریرے اڑ رہے ہیں۔ جن کی گویائی پر مخلوق وجد میں ہے۔ جن کے بولنے نے دنیا کو گونگا بنا رکھا ہے۔ جن کے بیانات نے جہان کے دلوں پر اپنا سکہ بٹھا رکھا ہے وہی سب سے پہلے اس کلام کو ملوک الکلام مانتے ہیں انہی کی گردنیں اول اول خم ہوتی ہیں۔ وہی جلدی سے پکار اٹھتے ہیں۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ؕ خدایا ہم تو ایمان لاچکے تو ہمیں ایمانداروں میں لکھ لے۔ قادر الکلام خدائے ذوالجلال والاکرام کے کلام کا نازل ہونا تھا کہ اس کی روشنی کے مقابلہ میں سب کے چراغ ٹمٹمانے لگتے ہیں۔ سب کلام بے نور نظر آتے ہیں۔

نہ صرف ادب اور فصاحت وبلاغت اور زبان وبیان کے لحاظ سے۔ بلکہ مضمون کے لحاظ سے، حکم احکام کی تربیت کے لحاظ سے، تہذیب وتمدن کے لحاظ سے، اخلاق واعمال کے لحاظ سے، حقوق ومراتب کی پاسداری کے لحاظ سے نفع ونقصان کے سمجھانے کے لحاظ سے کہاں تک لکھوں غرض ہر لحاظ سے بےنظیر اور لاثانی، بے مثل اور لاجواب، ہر طرح کامل اور مکمل کتاب آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہے۔ تو یہی کتاب قرآن مجید اور فرقانِ حمید ہے۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ؕ

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں ✢ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

پس ہم دنیا کے تمام انسانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ آئیں اور کلام اللہ شریف کی تلاوت نیک نیتی سے کریں۔ اور خدا کی رحمتوں سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔ مسلمان بھائیو! آپ سے بھی یہی عرض ہے کہ کلام اللہ شریف کی قدر کرو اسے پڑھو پڑھاؤ اس پر عمل عقیدہ رکھو یہی تمہاری دنیوی ترقیوں کا ضامن ہے اور یہی اخروی راحتوں کا کفیل ہے۔ خدا کرے میری یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو۔

الٰہی دے اثر ایسا مری بیتابیِ دل میں
چلے آئیں کلیجہ تھام کر وہ میری محفل میں